حق گوئی کی چند مثالیں

حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندہری
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں دفتر پارینہ را

تاریخ اسلام حسنات وخیرات کا ایک عجیب مجموعہ ہے جس میں خداترسی اور خداپرستی کی بیش از بیش مثالیں موجود ہیں۔لیکن آج کا مسلمان جو ہر طاقت کے سامنے جھکتا، ہر قوت سے مرعوب ہوتا اور اکثریت کے خطرہ سے گھبرا جاتا ہے، باور کرسکتا ہے کہ اسلام نے پھانسی کے تختے اور نیزہ کی نوک پر حق وصداقت کا پیغام سنایا، اور حریت فکر کا گیت گایا ہے۔

ہشام بن عبدالملک بادشاہ وقت نے اعمشؒ امامِ عراق کو ایک خط لکھ کر اعمشؒ سے فرمائش کی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب وفضائل اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقائص اور ان کی خرابیاں لکھ کر بھیج دو۔

اعمشؒ نے خط پڑھ کر، ایک بکری جو پاس ہی کھڑی تھی اس کے منہ میں دے دیا، اس نے کاغذ چبا کر اگل دیا۔اور قاصد سے نہایت ہی غصہ کے لہجہ سے کہا کہ بادشاہ سے جاکر کہہ دینا کہ ھذا جوابہ: اس کے خط کا یہی جواب ہے۔

خلیفہ متوکل نے یعقوب ابن سکیت نحوی سے پوچھا کہ ”میرے لڑکے اور حسن اور حسین میں تمہیں کون محبوب ہے“؟

ابن سکیت نے نہایت ہی جرأت سے جواب دیا۔”خدا کی قسم حضرت علی کرم اللہ وجہ کا غلام قنبر تجھ سے اور تیرے دونوں بیٹوں سے میرے نزدیک اچھا ہے۔“

مولیٰ انصاریؒ روم کے اجل علماء اور بہت بڑے قاضیوں میں تھے۔ایک دن کسی معاملہ میں سلطان روم بایزید، ان کی عدالت کے سامنے بحیثیت گواہ پیش ہوئے، مولیٰ انصاریؒ نے ان کی شہادت کو رد کردیا۔کہ ”میں تمہاری

شہادت اس لیے نہیں لوں گا کہ تم تارک جماعت ہو۔" اس کا سلطان پر اتنا اثر ہوا کہ قصر کے سامنے ہی ایک مسجد بنوائی اور پھر کبھی جماعت ترک نہیں کی۔"

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے جلیل القدر تابعی تھے۔ اور یہ بھی ان لوگوں میں سے ایک تھے جنہوں نے عبدالملک بن مروان کے مظالم کے خلاف تلوار ہاتھ میں لی۔ لیکن شکست کھائی۔ پھر مکہ میں آ کر رہنے لگے۔ مکہ کے گورنر نے انہیں گرفتار کر کے حجاج ثقفی کے پاس جو عبدالملک بن مروان کی طرف سے عراق کے گورنر تھے، بھیج دیا، جب حجاج کے پاس گرفتار ہو کر پہنچے تو اس نے آپ سے آپ کا نام دریافت کیا۔

آپ نے فرمایا۔ "میرا نام سعید بن جبیر ہے۔"

حجاج نے توہین و استہزا کی نیت سے کہا کہ "نہیں بلکہ تمہارا نام شقی بن کسیر ہے۔"

حضرت سعید بن جبیرؒ نے فرمایا کہ "تمہاری بہ نسبت میری ماں کو میرا نام زیادہ صحیح معلوم تھا۔"

حجاج نے پھر کچھ اور گستاخی کی کہ "تم اور تمہاری ماں دونوں بد بخت ہیں۔

آپ نے نہایت متانت سے فرمایا کہ

"غیب تو تم نہیں جانتے اس کا جاننے والا تو کوئی دوسرا ہی ہے (کہ کون بد بخت اور کون نیک بخت ہے)"

پھر حجاج نے کہا کہ "تم کو دنیا ہی میں بھڑکتے ہوئے شعلوں سے سابقہ پڑے گا۔

حضرت سعید بن جبیرؒ نے فرمایا کہ "اگر یہ تمہارے ہی ہاتھ میں ہوتا تو میں تم کو اپنا معبود بناتا۔"

پھر حجاج نے پوچھا کہ "حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ "ان کے متعلق کیا پوچھنا وہ نبی و مقتدا تھے"۔

پھر حجاج نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے کیا وہ دوزخ میں ہیں؟ (معاذ اللہ)

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ "اگر میں دوزخ میں خود گیا ہوتا اور وہاں کے حالات دیکھے ہوتے تو وہاں کے لوگوں کو بھی پہچان سکتا تھا"۔

پھر حجاج نے کہا کہ "خلفاء کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟"

حضرت ابن جبیرؒ نے جواب دیا کہ "میں ان پر وکیل بنا کر نہیں بھیجا گیا ہوں۔"

پھر حجاج نے پوچھا کہ "تمہارے نزدیک خلفاء میں سب سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب کون ہیں؟"

سعدے بن جبیرؒ نے جواب دیا کہ "ان سب میں جن سے پروردگار سب سے زیادہ راضی ہے۔"

پھر حجاج نے پوچھا کہ پروردگار ان میں سے کس سے زیادہ راضی ہے؟

سعید بن جبیرؒ نے جواب دیا کہ اس کا علم تو اسی کو ہے جو ان کے بھید جانتا ہے۔

پھر حجاج نے پوچھا کہ یہ تمہارا کیا حال ہے تم ہنستے کیوں نہیں ہو؟

جواب میں فرمایا کہ وہ کیوں کر ہنس سکتا ہے جو مٹی سے پیدا کیا گیا ہو، اور مٹی کو آگ کھا لیتی ہے۔

اس گفتگو کے بعد حجاج نے حکم دیا کہ یاقوت وزبرجد کا ڈھیر حضرت سعید بن جبیرؒ کے سامنے لگا دیا جائے۔ ممکن ہے کہ یہی جادو چل جائے اور حضرت سعید بن جبیرؒ عبد الملک بن مروان کی اطاعت قبول کر لیں۔ چنانچہ یاقوت وجواہر آپ کے سامنے لائے گئے۔ آپ نے ان کی طرف التفات نہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

......کہ ''اگر تم نے یہ مال ودولت اس لیے جمع کیا ہے کہ اس کے ذریعہ سے قیامت کی سختیوں سے بچو تو بہتر ہے ورنہ ایسی مصیبت کا باعث بن جائے گی کہ جس مصیبت سے دودھ پلانے والی اپنے شیر خوار بچوں کو فراموش کر بیٹھے گی۔ دنیا کے لیے جو کچھ جمع کیا گیا اس میں کوئی خوبی اور بھلائی نہیں ہے۔ لیکن ہاں اگر مال حلال وطیب اور پاک وطاہر ہو تو مفید ہو سکتا ہے۔

پھر حجاج نے ستار اور بانسری طلب کیا ور ستار اور بانسری بجائی۔ حضرت سعید بن جبیرؒ اس کو سن کر رونے لگے۔ اس پر حجاج نے دریافت کیا کہ اس میں رونے کی کیا بات ہے یہ تو ایک کھیل ہے۔

حضرت سعید بن جبیرؒ فرمانے لگے کہ ''جس کو تم کھیل سمجھ رہے ہو یہ پیام غم ہے اور اس بانسری کے بجنے نے مجھے وہ دن یاد دلایا ہے جب صور پھونکا جائے گا۔''

حجاج نے پھر کہا کہ ''تمہارے لیے خرابی ہو اے سعید!''۔

حضرت سعید بن جبیرؒ نے جواب دیا کہ ''اس کے لیے کوئی خرابی نہیں ہو سکتی جس کے لیے یہ مقدر ہو چکا ہے کہ وہ دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا گیا''۔

حجاج نے پھر دریافت کیا کہ ''اے سعید اپنے لیے تم کون سا طریقہ پسند کرتے ہو، میں تم کو قتل کروں؟''

حضرت سعید بن جبیرؒ نے جواب دیا کہ ''تم اپنے لیے اے حجاج! قتل ہونے کا جو طریقہ پسند کرو، اسی طرح مجھے قتل کرو۔ کیوں کہ خدا کی قسم تم مجھے جس طرح قتل کرو گے اللہ تم کو اسی طرح آخرت میں قتل کرے گا۔''

حجاج نے پھر پوچھا کہ ''کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں تم کو معاف کر دوں''۔

حضرت سعید بن جبیرؒ نے جواب دیا کہ ''معاف کرنا تو صرف اللہ ہی کا کام ہے۔''

حجاج نے اس گفتگو کے بعد حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کا حکم صادر کیا۔ آپ اس حکم کو سن کر

ہنس پڑے۔ حجاج کو اس کی خبر دی۔ اس نے آپ کو پھر بلایا اور ہنسی کی وجہ دریافت کی۔ تو حضرت سعید بن جبیرؒ نے فرمایا کہ۔

''مجھے اللہ تعالیٰ کے خلاف تمہاری اس جرأت اور اللہ تعالیٰ کے حلم پر تعجب ہو رہا ہے۔''

حجاج نے یہ سنتے ہی جلاد کو حکم دیا کہ انہیں لے جاؤ اور قتل کرو۔

جب آپ کو قتل کیا جانے لگا تو آپ قبلہ رُخ ہو گئے اور قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی۔

﴿انی وجهت وجهی للذی فطر السموت والارض حنیفا وما انامن المشرکین.﴾

میں نے اپنا رخ صرف اس پروردگار کی طرف کر لیا ہے جو زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے اور میں مرک نہیں ہوں۔''

حجاج نے یہ سن کر حکم دیا کہ قبلہ رخ کی طرف سے پھیر دیا جائے، چنانچہ آپ کا رخ قبلہ کی طرف سے پھیر دیا گیا...... پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔ ﴿اینما تولوا فثمه وجه لله﴾ تم جدھر بھی رُخ کرو اسی طرف اللہ ہے۔

حجاج نے یہ سن کر کہا کہ انہیں زمین پر منہ کے بل لٹا کر قتل کرو۔ جب آپ اس طرح لٹا دیئے گئے تو اس آیت کا ورد فرمایا: ﴿منها خلقنا کم وفیهانعید کم ومنها نخرجکم تارة اخری﴾.

اسی زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا، اور اسی زمین میں ہم تم کو پھر لوٹا لیں گے اور اسی سے پھر دوبارہ ہم تم کو نکالیں گے۔''

حجاج نے پھر حکم دیا کہ بس اب دیر نہ لگاؤ اور ذبح کر دو۔

چنانچہ قاتل نے تلوار سنبھالی اور آپ کی زبان پر کلمہ شہادت جاری ہو گیا۔

..........☆☆☆..........

ایک قلم کے لئے......

حضرت عبداللہ بن مبارک کے نام سے کون ناواقف ہوگا، اپنے دور میں امام المسلمین تھے، ان کے زہد و تقویٰ اور دعوت و جہاد کے ولولہ انگیز اور ایمان افروز واقعات پڑھ کر آج بھی آدمی کے ایمان میں تازگی، روح میں بالیدگی اور جذبات میں زندگی کی موجیں مچلنے لگتی ہیں، ایک مرتبہ انہوں نے شام میں کسی سے قلم مستعار لیا، واپس کرنا بھول گئے اور ایران کے شہر مرو آئے تو وہ قلم یاد آیا، وہاں سے دوبارہ شام کا سفر کیا اور جا کر قلم اس کے مالک کو لوٹایا۔

(تاریخ بغداد، ج:۱۰، ص:۱۶۷)